قرآن کو سمجھ کر پڑھیے

مولانا عقیدت اللہ قاسمی

قرآن کو سمجھ کر پڑھیے

مولانا عقیدت اللہ قاسمی

سابق سب ایڈیٹر سہ روزہ دعوت، نئی دہلی۔ ۲۵

Mobile: 09311725900

نام کتاب : قرآن کو سمجھ کر پڑھیے

مصنف : مولانا عقیدت اللہ قاسمی

صفحات : 32

اشاعت : ستمبر 2022ء

شائع کردہ

NAJMA & AFZAL HUSAIN TRUST

House No. 203-D, Abul Fazl Enclave, New Delhi-25

مقدمہ

مولانا عقیدت اللہ قاسمی صاحب نے اپنے مضمون ''قرآن کو سمجھ کر پڑھیے'' میں نہایت مضبوط استدلال اور عام فہم اردو میں قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت کو سمجھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ مضمون نگار نے موجودہ دور کے اکابر علمائ، محدثین ومفسرین کی تحقیقات وتشریحات کے حوالے دے کر اپنے مضمون کو قابل قبول بنا دیا ہے۔ کیونکہ عام طور پر یہ کافی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی محض تلاوت کرنا کافی ہے۔

یقیناً تلاوت کرنے کا بھی بڑا درجہ ہے کیونکہ قرآن کریم کلام حق ہے۔ متکلم ذات حق کی صفت ہے لیکن یہ قانون الٰہی بھی ہے جس کی اطاعت کرنا ضروری ہے اور اطاعت کرنے کے لئے اس کا سمجھ کر پڑھنا لازمی ہے۔

ہر تلاوت کرنے والا خواہ تھوڑے سے حصہ کی تلاوت کرے مگر اس کے ترجمے اور اس کی تفسیر کو بھی سمجھے اور اس پر غور کرے۔

امید ہے کہ مولانا عقیدت اللہ قاسمی صاحب کا یہ مقالہ مفید ثابت ہوگا اور مسلمان اس سے استفادہ کریں گے۔

(دستخط)

(مولانا) اخلاق حسین قاسمی

۲۵ ستمبر ۹۵ء

ترجمہ قرآنی آیات

"اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔ کہو یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اُس نے بھیجی۔ اِس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے۔ یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔"
(سورہ یونس: ۵۷۔۵۸)

"دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشنیاں آ گئی ہیں۔ اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اُٹھائے گا۔ میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں۔"
(سورہ انعام: ۱۰۴)

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اِذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اُجالے کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔"
(سورہ مائدہ: ۱۵۔۱۶)

"لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل روشن آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایسی روشنی بھیج دی ہے جو تمہیں صاف صاف راستہ

دکھانے والی ہے۔" (سورہ نساء: ۱۷۴)

"رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔" (البقرہ: ۱۸۵)

"(اے نبی!) ہم نے اِس (کتاب) کو تمہاری زبان میں سہل بنا دیا ہے تا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔" (سورہ الدخان: ۵۸)

"ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔" (سورہ القمر: ۴۰)

نوٹ: (یہ آیت سورہ القمر میں چار بار آئی ہے)

("اے نبیؐ!) جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں، اور تمہارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں ہے۔ پس تم اس قرآن کے ذریعہ اس شخص کو نصیحت کرو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔" (سورہ ق: ۴۵)

"اور جنہیں اگر اپنے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔" (الفرقان: ۷۳)

"کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا، یا دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہوئے ہیں؟" (سورہ محمد: ۲۴)

''یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔''

(سورہ ص:۲۹)

''ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کردی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت، رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے سر تسلیم خم کردیا ہے۔''

(النحل:۸۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔

''اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔'' (الفرقان ۳۰)

ف۔ جناب رسالت مآبؐ قیامت کے روز خدا سے شکایت کریں گے کہ میرے پروردگار میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ چھوڑ دینے کی کئی صورتیں ہیں: اس کو نہ ماننا اور اس پر ایمان نہ لانا بھی چھوڑ دینا ہے۔ اس میں غور نہ کرنا اور سوچ سمجھ کر نہ پڑھنا بھی چھوڑ دینا ہے اور اس کے اوامر کا بجا نہ لانا اور منہیات سے اجتناب نہ کرنا بھی چھوڑ دینا ہے۔ قرآن کی پروا نہ کر کے دوسری چیزوں جیسے بیہودہ ناولوں، دیوانوں، لغو باتوں، کھیل، تماشوں، راگ رنگ میں مصروف ہونا بھی چھوڑ دینا ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل کے مسلمان قرآن کی طرف سے نہایت غافل ہو رہے ہیں۔ اس کو پڑھنے، سوچنے سمجھنے اور ہدایت سے مستفید ہونے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور یہ کھلم کھلا ترکِ قرآنِ پاک ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو اس کی طرف راغب اور اس کی تلاوت میں شامل ہونے کی توفیق بخشے تا کہ وہ اس پر عمل کریں اور فلاحِ کونین حاصل ہو۔

ترجمہ و تفسیر اختصار شدہ بیان القرآن

از

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو، پھر ہے کوئی سوچنے والا۔ سورہ القمر: ۱۷ اور ۳۲)

ذکر کے معنی یاد کرنے اور حفظ کرنے کے بھی آتے ہیں اور کسی کلام سے نصیحت وعبرت حاصل کرنے کے بھی، یہ دونوں معنی یہاں مراد ہو سکتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم کو حفظ کرنے کے لیئے آسان کر دیا۔ یہ بات اس سے پہلے کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی کہ چھوٹے چھوٹے بچے پورے آ قرن کو ایسا حفظ کر لیتے ہیں کہ ایک زیر، زبر کا فرق نہیں آتا۔ چودہ سو برس سے ہر زمانہ، ہر طبقے، ہر خطے میں ہزاروں لاکھوں حافظوں کے سینوں میں یہ اللہ کی کتاب محفوظ ہے۔

اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قرآن کریم نے اپنے مضامین عبرت ونصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے جس طرح بڑے سے بڑا عالم وماہر، فلسفی اور حکیم اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح ہر عامی جاہل جس کو علوم سے مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت و نصیحت کے مضامین قرآنی کو سمجھ کر اس سے متاثر ہوتا ہے۔

اس آیت میں یَسَّرْنَا کے ساتھ لِلذِّکْرِ کی قید لگا کر یہ بھی بتلا دیا گیا کہ قرآن کو حفظ کرنے اور اس کے مضامین سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کی حد تک اس کو آسان کر دیا گیا ہے جس سے ہر عالم وجاہل، چھوٹا اور بڑا یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ

(معارف القرآن، جلد ہشتم ص: ۲۳۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھیے

قرآن کریم کے کتاب ہدایت ہونے میں کسی بھی مسلمان کو شک نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا دعویٰ خود اس کتاب کے آغاز ہی میں کر دیا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب پرہیزگار لوگوں کے لئے سراسر رہنمائی ہے۔'' لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہدایت اور رہنمائی اسی شخص کے لئے سود مند ہو سکتی ہے جو بتائی گئی راہ پر چلنے کی خواہش رکھتا ہو۔ جو بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہی نہ ہو اس کے حق میں سیدھی راہ کا بتانا ہی نہیں سیدھی راہ پر لا کر کھڑا کر دینا بھی کارآمد ثابت نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ بھی ضروری ہے کہ سیدھی راہ پر چلنے کی خواہش رکھنے والا رہنمائی کرنے والے کی بات کو سمجھتا ہو۔ اگر وہ رہنمائی کرنے والے کی بات کو سمجھتا ہی نہ ہو یا جو بات وہ بتاتا ہو وہ اس سے مختلف سمجھتا ہو تو ایسا شخص اس کی رہنمائی سے صحیح فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ قرآن کریم بھی اس صورت حال سے مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ چونکہ یہ سراسر ہدایت و رہنمائی ہے اس لئے سب سے زیادہ فہم و تدبر کا متقاضی بھی یہی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا الحاج محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ اپنی تصنیف تبلیغی نصاب کے حصہ فضائل قرآن میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے قرآن والو! قرآن مجید سے تکیہ نہ لگاؤ اور

اس کی تلاوت شب وروز ایسی کرو، جیسا کہ اس کا حق ہے۔ کلام پاک کی اشاعت کرو اس کو اچھی آواز سے پڑھو اور اس کے معنی میں تدبر کرو تا کہ تم فلاح کو پہنچو۔ (صفحہ ۸۳ حدیث ۲۷ بیہقی) امام غزالیؒ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی؟ تیرے پاس راستہ میں کسی دوست کا خط آجاتا ہے تو راستہ میں چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے۔ ایک طرف بیٹھ کر اسے غور سے پڑھتا ہے۔ ایک ایک لفظ پر غور کرتا ہے مگر کتاب۔ تجھ پر گزرتی ہے، میں نے اس میں سب کچھ واضح کر دیا ہے۔ بعض اہم باتوں کی بار بار تکرار کی ہے تا کہ تو اس پر غور کرے اور تو بے پرواہی سے اُڑا دیتا ہے۔ کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں کے مقابلے میں کم تر ہوں؟ اے میرے بندے! تیرے بعض دوست تیرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تو تو ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ کان لگاتا ہے، غور کرتا ہے، کوئی بیچ میں تجھ سے بات کرنے لگتا ہے تو تو اشارہ سے اس کو روک دیتا ہے، منع کر دیتا ہے۔ اور میں تجھ سے اپنے کلام کے ذریعہ باتیں کرتا ہوں تو تو ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ میرے کلام کو سمجھنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کرتا۔ کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں کے برابر بھی نہیں ہوں؟ قرآن کریم چونکہ اصل دین ہے اس کی بقا و اشاعت پر ہی دین کا دار و مدار ہے اس لئے اس کے سیکھنے اور سکھانے کا افضل ہونا ظاہر ہے، کسی توضیح کا محتاج نہیں البتہ اس کی انواع مختلف ہیں۔ کمال اس کا یہ ہے کہ مطالب و مقاصد سمیت سیکھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر علم چاہتے ہو تو قرآن پاک کے معنی میں غور و فکر کرو کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے۔ (فضائل قرآن ص:۱۵)
حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اپنی تفسیر میں ترتیل کے آداب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مقصود ان سب آداب سے صرف ایک یعنی کلام پاک کا فہم و تدبر ہے

(فضائل قرآن ص: ۱۸) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ترتیل سے (یعنی فہم وتدبر کے ساتھ) القارعة اور اذا زلزلة پڑھوں یہ بہتر ہے اس سے کہ بلا ترتیل سورة البقرة اور آل عمران پڑھوں۔ (حوالہ مذکورہ بالا) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ہم میں عجمی اور عربی ہر طرح کے لوگ ہیں جس طرح پڑھتے ہو اسی طرح پڑھتے رہو۔ عنقریب ایک جماعت آنے والی ہے جو قرآن شریف کے حروف کو اس طرح سیدھا کرے گی جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے (ابوداؤد وبیہقی) یعنی خوب سنوارے گی، ایک ایک حرف کی ادائگی میں گھنٹوں اور مہینوں صرف کرے گی اور مخارج پر خوب زور دے گی مگر قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ کیونکہ وہ سمجھ کر نہیں پڑھے گی اس لئے ان کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے جیل (مالٹا) کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں آج مسلمان دینی ودنیوی اعتبار سے تباہ کیوں ہو رہے ہیں تو میری سمجھ میں اس کے دو اسباب آئے ہیں۔ ایک تو مسلمانوں کا قرآن مجید کو چھوڑ دینا اور دوسرے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لئے میں مالٹا جیل سے عزم کر کے آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن مجید کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی قائم کئے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معنی ومفہوم سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں

کے باہمی جنگ وجدال کو کسی بھی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔اس احساس کے تحت ہی حضرت شیخ الہند نے قید وبند کی صعوبتوں سے رہائی پانے کے بعد قرآن کریم کا ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ جب تفسیر موضح القرآن لکھ چکے تو فارسی کا ایک شعر تھوڑا سا تصرف کر کے اس طرح پڑھا کرتے تھے ؂

روز قیامت ہر کسے باخویش دارد نامۂ
من نیز حاضری شوم تفسیر قرآن در بغل

یعنی قیامت کے دن جب ہر شخص اپنے ساتھ اپنا نامۂ اعمال لئے ہوئے ہوگا، میں بغل میں قرآن کی تفسیر دبائے ہوئے حاضر ہوں گا۔حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اپنے ترجمۂ قرآن موضح فرقان کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔''شاہ صاحب کے اس بیان سے ان حضرات مرحومین کا کمال علم وتدین معلوم ہوتا ہے اوراس کے ساتھ قرآن کریم کے صحیح ترجمہ کی عظمت اور ضرورت بھی ظاہر ہوتی ہے۔بالجملہ اگر اکابر مرحومین ہماری ضرورت اور منفعت کا احساس فرما کر پہلے ہی سے اس کا انتظام نہ کر جاتے تو آج اس کثرت اور سہولت کے ساتھ ہم کو تراجم کلام الٰہی اچھے سے اچھے ہرگز مہیا نہ ہوتے۔اور کچھ عجب نہ تھا کہ جیسے خود ہندوستان میں بہت سی زبانیں اور دیگر ممالک میں مسلمانوں کی بڑی بڑی قومیں اس نعمت اور عزت سے خالی یا مثل خالی ہیں ہم بھی اس نکبت میں مبتلا ہوتے۔

قرآن سمجھنے میں غفلت نہ کریں

حضرت شیخ الہندا پنے مقدمہ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے رب کو پہچانیں اور اس کی صفات اور اس کے احکام کو معلوم کریں اور تحقیق کریں کہ حق تعالیٰ کون سی باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون سی باتوں سے ناخوش یا غصہ ہوتا ہے۔ اس کی خوشی کے کاموں کا کرنا اور اس کی ناخوشی کے کاموں سے بچنا اس کا نام بندگی ہے۔ اور جو بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں ہے۔ اور سب کو معلوم ہے کہ آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو سب چیزوں سے ناواقف اور محض انجان ہوتا ہے جو سکھانے سے سب کچھ سیکھ لیتا ہے اور بتلانے سے ہر چیز جان لیتا ہے۔ اس طرح حق کا پہچاننا اور اس کی صفات اور احکام کا جاننا بھی بتلانے اور سکھانے سے آتا ہے۔ لیکن جیسا کہ حق تعالیٰ نے ان باتوں کو قرآن شریف میں خود بتلایا ہے ویسا کوئی نہیں بتلا سکتا اور جو اثر اور برکت و ہدایت خدائے تعالیٰ کے کلام پاک میں ہے وہ کسی کے کلام میں نہیں۔ اس لیے عام و خاص جملہ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اپنے اپنے درجہ کے موافق کلام اللہ کو سمجھنے میں غفلت اور کوتاہی نہ کریں۔"

حضرت شیخ الہند مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں ہیں کہ "قرآن کریم کے ایک ظاہری معنی ہیں جن کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور ایک باطنی معنی ہیں جن کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ اہل فن نے تفسیر کے لئے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتائی ہے: اول لغت، دوسرے نحو کا جاننا، تیسرے حرف سے واقفیت، چوتھے اشتقاق، پانچویں علم معانی، چھٹے علم بیان، ساتویں علم بدیع، آٹھویں علم قرآن، نویں علم عقائد، دسویں اصول فقہ،

گیارہویں اسباب نزول، بارہویں علم ناسخ و منسوخ، تیرہویں علم فقہ، چودہویں ان احادیث کا جاننا جن سے قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔"

ظاہر ہے ان تمام علوم کا تعلق براہ راست قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے ہے۔ کسی معتبر و مستند مفسر کے کئے ہوئے ترجمہ و تفسیر کو پڑھنے کے لئے ان سب علوم پر مہارت کو شرط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر حضرت شیخ الہند کا فرمان تو واضح الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن شریف کے اوپر کے مطالب اور خوبیاں تو عالموں کے سمجھنے کی باتیں ہیں مگر جو لوگ علم عربی سے ناواقف ہیں ان کو بھی کم سے کم اتنا ضرور چاہیے کہ علماء دین نے جو سلیس ترجمے ان کی زبان میں عوام کی واقفیت اور ہدایت کے لئے کر دئے ہیں ان کے ذریعہ سے اپنے معبود حقیقی کے کلام کے سمجھنے میں ہرگز کاہلی نہ کریں۔ اور اس نعمت لازوال سے بالکل محروم نہ رہیں کہ یہ بہت بڑی بدبختی اور کم بد قسمتی ہے۔

حضرت شیخ الہند مزید فرماتے ہیں کہ "حضراتِ علماء، عام اہل اسلام کی بہبودی اور نفع رسانی کی غرض سے سہل سے سہل نئے نئے ترجمے شائع کرتے رہتے ہیں مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ اس وقت تک نفع مذکور باوجود کثرتِ تراجم عام اور شائع اہل اسلام میں نہیں ہو سکتا جب تک خود اہل اسلام ترجمۂ قرآن شریف کو ضروری اور مفید سمجھ کر اپنے شوق اور توجہ سے سیکھنا اور سمجھنا نہ چاہیں گے، اس وقت تک تکثیر تراجم سے عوام کو کیا نفع پہنچ سکتا ہے؟ حضرات علماء نے عوام کی بہبودی کی غرض سے جیسے سہل اور آسان ترجمے شائع فرمادئے ہیں ایسے ہی اس کی بھی حاجت ہے کہ مسلمانوں کو ان ترجموں کو سیکھنے اور سمجھنے کی طرف رغبت بھی دلائی جائے۔ علماء کرام اہل اسلام کو خاص طور سے ترجموں کو

سمجھنے اور پڑھنے کی ضرورت اور اس کی منفعت دل نشین کرانے میں کوتاہی نہ فرمائیں، بلکہ ترجمہ کی تعلیم کے لئے ایسے سلسلے بھی قائم فرمادیں کہ جو چاہے بسہولت اپنی حالت کے مناسب اور فرض کے موافق حاصل کر سکے واللہ الموفق والمعین۔"

شیخ الحدیثؒ کا فرمانا ہے "مشائخ نے قرآن کریم کے چھ آداب ظاہری اور چھ آداب باطنی ارشاد فرمائے ہیں۔ باطنی آداب میں اول یہ ہے کہ کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔ دوم حق سبحانہٗ وتقدس کی عالی شان اور رفعت وکبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے۔ سوم دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھے۔ چہارم معانی میں غور وفکر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک بار ساری رات اس آیت کو پڑھنے میں گزار دی۔ ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم۔ (ترجمہ) "اے پروردگار عالم! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرما دے تو تو عزت وحکمت والا ہے۔" حضرت سعید بن جبیرؒ نے ایک بار اس آیت کو پڑھتے پڑھتے صبح کر دی و امتاز و اليوم ايها المجرمون یعنی اے مجرمو! آج (قیامت کے دن) فرمانبرداروں سے الگ ہو جاؤ۔ (فضائل قرآن مجید ص:۷)

حضرت عکرمہؒ جب کلام پاک پڑھنے کے لئے کھولا کرتے تھے تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا اور وہ خوف ودہشت سے لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے اور زبان پر جاری ہوتا تھا ہذا کلام ربی۔ هذا كلامُ ربي۔ یہ میرے رب کا کلام ہے۔ یہ میرے رب کا کلام ہے۔ (فضائل قرآن مجید ص:٦)

ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ تمام کیفیات اسی وقت طاری ہو سکتی ہیں جب پڑھنے والا قرآن کی آیات کے معنی و مطلب کو جانتا، سمجھتا اور ان میں غور و فکر کرتا ہو۔ بغیر سمجھے پڑھنے والے پر ایسی کوئی کیفیت کسی حالت میں بھی طاری نہیں ہو سکتی۔ نہ وہ کسی ایک آیت کو پڑھتے پڑھتے ساری رات گزار سکتا ہے اور نہ ہی اس پر لرزہ طاری ہو سکتا ہے۔

بغیر سمجھے لذت کہاں؟

حضرت شیخ الحدیث قرآن کریم پڑھنے کے آداب بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ ”مسواک اور وضو کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ نہایت وقار اور تواضع کے ساتھ رو بقبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضور قلب اور خشوع کے ساتھ اس لطف سے جو اس وقت کے مناسب ہے اس طرح پڑھے کہ گویا خود حق سبحانہٗ کو کلام پاک سنا رہا ہے۔ اور اس کے معنی اور مطلب کو سمجھتے ہوئے تدبر و فکر کے ساتھ آیات وعد و رحمت پر دعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیات عذاب وعید پر اللہ سے پناہ چاہے کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ آیات تنزیہ و تقدیس پر سبحان اللہ کہے از خود تلاوت میں رونا نہ آوے تو بتکلف رونے کی سعی کرے۔

والــــذ حـــالات الغـــرام لمغـــرم
شـــکوی الهـــوی بالمـــدمع المهـــراق

یعنی کسی عاشق کے لئے سب سے زیادہ لذت کی حالت یہ ہے کہ محبوب سے اس کا گلہ ہو رہا ہو اس طرح کہ آنکھوں سے بارش ہو۔

آیات میں تدبر و تفکر اسی وقت ممکن ہے جب اس کی معنی کو سمجھتا اور جانتا ہو۔ (حوالہ مذورہ بالا) آیات وعد ورحمت کا پتہ بھی اسی وقت چل سکتا ہے، اسی صورت میں وقت پر دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے، آیات عذاب و وعید کا بھی اس وقت تک پتہ نہیں چل سکتا جب تک ان کا مطلب اور ترجمہ معلوم نہ ہو اس لئے ان کے ترجمے اور معنی کو جانے بغیر ان کے پڑھتے وقت اللہ سے پناہ نہیں چاہی جاسکتی۔ آیات تنزیہ و تقدیس پر سبحان اللہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔

احادیث نبوی کی چھ معتبر و مستند ترین کتابوں صحاح ستہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہوگا جو میر منشی ہیں اور نیکوکار ہیں۔ حضرت علامہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کا ماہر وہ ہے جس کو یاد بھی خوب ہو، پڑھتا بھی خوب ہو اور معانی و مراد (ترجمہ وغیرہ) پر بھی قادر ہو۔ (فضائل قرآن مجید ص:۱۱)

قرآن کو سمجھ کر پڑھنا لازم ہے

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں ادنیٰ سے ادنی قسم کی کوئی کتاب اور گھٹیا درجہ کی کوئی تحریر بھی بغیر سمجھے نہیں پڑھی جاتی، جب کہ قرآن کریم دنیا بھر میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور سب سے اعلیٰ معیار کی کتاب ہے مگر وائے افسوس کہ کچھ لوگ اسے بالکل بغیر سمجھے پڑھنے کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور اس بات پر ناز و فخر کا اظہار کرتے ہیں کہ انہوں نے رمضان میں اتنے قرآن ختم کر لیے اور روزانہ اتنے پارے پڑھتے

ہیں۔ حالانکہ خود اسی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس میں غور و فکر اور تدبر کو مومن کی لازمی صفت قرار دیا ہے۔ سورہ الفرقان کی آیت ۷۳ میں ارشاد فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ''مومنوں کی شان یہ ہے کہ جب انہیں اللہ کی آیتیں سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔'' اس آیت کی تشریح میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں ''بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنتے ہیں اور سن کر متاثر ہوتے ہیں۔ مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہیں بن جاتے۔'' اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے ترجمہ کنزالایمان کے حاشیہ پر تفسیر میں شاہ محمد نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔ ''ایسا نہیں کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ بگوش و ہوش سنتے ہیں اور بچشم بصیرت دیکھتے ہیں۔ اور اس نصیحت سے نفع اٹھاتے ہیں۔'' اس آیت کی تفسیر میں صحابیِٔ رسول حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ مومن کے کان قرآن کی آواز کے لیے بند نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کے ساتھ وہ اندھوں کا سا معاملہ کرتے ہیں۔ بلکہ قرآن کو سمجھنے کے لئے فکر و تدبر سے کام لیتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

ترتیل کا مقصد و تدبر

قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے اور اس کے معنی، مطلب و ترجمہ میں غور و فکر اور تدبر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معنی و مطالب میں غور و فکر اور تدبر کی تعلیم پر ہی اکتفا نہ فرمایا بلکہ اس غرض کے لئے قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) پڑھنے کا بھی حکم دیا اور اس کو دھیان سے سننے اور اس کی آیات

میں تدبر وفکر کو مخلص مومنین کی لازمی صفت بھی بتایا اور غور وتدبر سے خالی اندھوں اور بہروں کی طرح پڑھنے اور سننے کو کافرانہ اور منافقانہ عمل کے مشابہ بھی قرار دیا۔

ارشاد خداوندی ہے ورتل القرآن ترتیلا (اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)۔ اس آیت کی تشریح میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ یوں فرماتے ہیں:

"یعنی قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو تاکہ ایک ایک حرف سمجھ میں آ جائے۔ اس طرح پڑھنے سے غور وفکر اور فہم وتدبر میں مدد ملتی ہے۔ دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور ذوق وشوق بھی بڑھتا ہے۔"

اور امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"قرآن کی تلاوت اطمینان کے ساتھ کرو کیونکہ ایسی تلاوت قرآن کے سمجھنے میں معاون ومددگار ہوتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا حکم دیا یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنے اس میں تدبر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ابن حزم وغیرہ نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنے کو حرام بتلایا ہے (فضائل قرآن مجید ص: ۴۵) کیونکہ جو شخص عربی زبان کا ماہر ہے وہ بھی اس سے کم وقت میں ختم کرنے کی صورت میں اس کے معنی ومطلب پر توجہ دے ہی نہیں سکتا۔

بعض لوگوں کو کہتے سنا جاتا ہے کہ قرآن کریم کو بغیر سمجھے پڑھنا کافی ہے۔ حالانکہ اس کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے کسی ایسے شخص سے جسے نماز نہ آتی ہو یہ کہا

جائے کہ فی الحال تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ جیسے دوسروں کو دیکھتے ہو ویسے ہی کرتے رہو لیکن ایسے شخص سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمہیں نماز یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک نماز نہ یاد ہو دوسروں کی دیکھا دیکھی کرتے رہو۔ ساتھ ہی نماز یاد کرتے رہو۔ اسی طرح جو شخص قرآن کا مطلب نہیں جانتا اس سے یہ کہا جائے گا کہ ابھی تو تمہارے لئے اس کے الفاظ ک بغیر معنی و مطلب سمجھے پڑھ لینا کافی ہے لیکن یہ حکم ہمیشہ کے لئے نہیں ہو سکتا۔ یعنی اس سے یہ کہا جائے گا کہ قرآن کے معنی و مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہو جب تک اس میں کامیاب نہ ہو یوں ہی پڑھتے رہو۔

قرآن کے نزول کا مقصد

سورہ ابراہیم میں حضور پر نور ﷺ پر قرآن کے نزول کی غرض یہ بیان کی گئی ہے: كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ''وہ اس کے ذریعہ انسان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔(سورہ ابراہیم: آیت ۱) سورہ ص میں فرمایا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ''ہم نے یہ بابرکت کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ لوگ اس کی آیات میں غور و تدبر کریں اور تاکہ عقل والے سمجھیں اور سبق حاصل کریں۔'' (سورۃ ص: آیت ۲۹) سورۃ نساء میں یہ اعلان کیا گیا کہ یہ کتاب تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے واضح روشنی اور قطعی حجت ہے اس کے اندر ہر شبہ پر اعتراض اور ہر سوال کا مسکت اور تشفی بخش جواب ہے۔ یہ زندگی کے نشیب و فراز میں حق و باطل کے فرق کو واضح کر کے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ”اے انسانو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلیل آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایسی واضح روشنی بھیجی ہے کہ جو تمہیں صاف صاف راہِ ہدایت دکھانے والی ہے۔“ (النساء ۱۷۴)

سورۃ یونس میں فرمایا يَآ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ’لوگو! تمہارے رب کی طرف سے یہ کتاب تمہارے لئے جو عظمت اور نصیحت ہے (یعنی جن خطرات سے انسان کو بچنا چاہیے ان کی آگاہی اور جو لوگ آنکھ بند کر کے ان کی طرف بڑھ رہے ہیں ان کو ڈانٹ اور تنبیہ) اور اس سے بڑھ کر یہ دلوں کے امراض کی شفا ہے (جن کی وجہ سے انسان انسانیت کے بلند اوصاف سے محروم ہو کر حیوانیت کے پست غار میں گر جاتا ہے اور جو لوگ اسے قبول کر کے اس کی تعلیمات پر عمل کریں ان کے لئے اس دنیا میں) ہدایت کے راستہ کی رہنمائی کرنے والی اور سراپا رحمت ہے۔“ (یونس: آیت ۵۷)

قرآن میں قصے ہدایت کے لئے ہیں

سورۃ انعام میں حضور علیہ السلام کے توسط سے اعلان کرایا گیا کہ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ ”یہ قرآن جو مجھ پر وحی کیا گیا ہے، اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ میں تمہیں اس کے ذریعہ سے خبردار کروں۔“ (سورۃ انعام: ۱۹) اس دنیا میں کن اعمال کی بنیاد پر کوئی قوم اللہ کی رضا اور خوشنودی سے ہم کنار ہوتی ہے اور کن اعمال کی وجہ سے اللہ کے غضب کا شکار ہوتی ہے۔ سورآل عمران میں اپنی اس

سنت وقاعدہ کو بیان کرتے ہوئے اعلان فرمایا ہٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ''قرآن کے قصوں کا بیان انسانوں کے لئے وضاحت اور تنبیہ ہے۔ اور ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔'' (سورۃ آل عمران: ۱۳۸)

سورۃ ابراہیم میں بتایا گیا ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ وَلِیَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ قرآن کے مضامین میں تمام انسانوں کے لئے پیغام ہے اور اسے تو بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ ان کو اس کے ذریعہ خبردار کر دیا جائے تا کہ لوگ جان لیں کہ حقیقت میں اللہ تو بس ایک ہی ہے اور تا کہ عقل والے سوچ سمجھ کر ہوش میں آ جائیں۔ (سورۃ ابراہیم: ۵۲)

سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ کہف میں اعلان فرمایا وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ''ہم نے تمام انسانوں کے لئے اس قرآن میں طرح طرح سے مختلف اسلوبوں اور گونا گوں مثالوں سے ہر قسم کی حکمت کی باتیں بیان کی ہیں تا کہ انسانوں پر راہِ حق و ہدایت واضح ہو جائے۔ لیکن ان کی محرومی اور بدظنی کا حال یہ ہے کہ ان کی اکثریت انکار اور ہٹ دھرمی کے ساتھ ساتھ انتہائی نامناسب اور جھگڑالو رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔'' (بنی اسرائیل ۸۹)

سورۃ القمر میں قوم نوح، عاد، ثمود اور قوم لوط اور آل عمران کی داستانِ عبرت و موعظت کو بیان کرنے کے بعد اور اس کے اختتام پر شعر کے آخری بند کے انداز میں بار بار کفار مکہ کو یاد دلایا۔ ولقد یسرنا القرن للذ کر فھل من مد کر ''ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔'' پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

سورۃ زمر آیت ۲۷ میں اعلان فرمایا وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ. ہم نے (عربی مبین میں اپنے بندے پر جو قرآن نازل کیا ہے) اس میں سب انسانوں کے لئے حکمت اور نصیحت کی باتیں تمثیل کے اسلوب و انداز میں بیان کی ہیں (جس میں کسی قسم کی افراط و تفریط نہیں ہے۔ نہ بیان کے اعتبار سے نہ معنی کے اعتبار سے تاکہ انسان حقیقت تک رسائی حاصل کر سکیں۔)

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا. وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ. سورۃ یونس آیت ۱۰۸ میں اپنے پیارے حبیب کو حکم دیا "آپ اس حقیقت کا اعلان کر دیں کہ کتابِ ہدایت کے ذریعہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد ہدایت اور گمراہی دونوں میں سے جس کو تم پسند کرو اختیار کر سکتے ہو میری ذمہ داری اس حق کو تم تک پہونچا دینے کی ہے تم سے اس کو منوا لینے کی نہیں۔"

ہدایت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو سنت مقرر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہدایت کی توفیق انہی لوگوں کو بخشتا ہے جو اپنے کان، آنکھ، دل اور دماغ کی صلاحیتوں سے کام لیتے ہیں جو خیر و ہدایت اور فطرت کے اندر موجود نور کی قدر کرتے ہیں اور جو بھلے شخص کی ہر بھلی اور معقول بات کو غور اور توجہ سے سننے اور سمجھنے کے لئے اپنے دل و دماغ اور کانوں کے دریچے کھولے رکھتے ہیں خواہ وہ بات ان کی خواہش نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

جس قرآن کی خصوصیت یہ ہو کہ وہ انسانوں کو سب سے زیادہ سیدھے اور سچے راستہ کی رہنمائی کرنے والا ہو، غور وفکر اور تدبر کا طالب ہو اور جس کے فیضان سے بہرہ ور ہونے کے لئے انسان کی جدوجہد ضروری ہو اور جس کے نور سے اکتساب اپنی سعی اور عمل کے بقدر ہی ممکن ہو، وہ اس امر کا مستحق ہے کہ عام انسانوں کے مقابلہ میں اس پر ایمان رکھنے والے مخلص مومنین اس کو اپنی خصوصی توجہ اور فکر کا مرکز بنائیں۔ یہ قرآن عام لوگوں کے مقابلے میں اپنے ماننے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے بدرجۂ اَتم سراپا نور، دلیل حق، قلوب کے لئے شفا اور ہدایت و رحمت ہے۔ اس پر خلوص کے ساتھ ایمان لانے والے اس کو سن کر، پڑھ کر اور سمجھ کر یقیناً ہدایت سے ہمکنار ہوں گے۔ جس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی، اس کا تو اعلان ہے ھدیً و بشریٰ للمومنین۔ ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت و بشارت ہے اور ھدی و رحمۃ للمحسنین محسنوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔ اس سب کے باوجود اگر کسی کو قرآن سے ہدایت کے بجائے ضلالت اور گمراہی ملے تو قصور قرآن کا نہیں بلکہ اس کے ایمان اور یقین کا ہے اور ایسا انسان کی اپنی نفس پرستی اور بداعمالیوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قرآن کریم جس عظیم ہستی کا کلام ہے اور خود جتنا عظیم کلام ہے۔ اس کے فضائل بھی اتنے ہی عظیم ہیں۔ اس کی اہمیت بھی اتنی ہی زیادہ ہے، وہ اتنی ہی زیادہ توجہ کا طالب ہے، اس کو اتنا ہی زیادہ غور وفکر اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے "جس شخص نے کلام اللہ پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی۔ حاملِ قرآن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ قرآن کریم کو اپنے سینے میں رکھتے ہوئے بھی غصہ کرنے والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے۔ چونکہ وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کے بعد ختم ہو گیا اس لئے وحی تو اب نہیں آسکتی۔ لیکن چونکہ یہ حق سبحانہٗ وتقدس کا کلام پاک ہے اس کے علم نبوت ہونے میں کیا تامل ہے۔ اور جب کوئی شخص علوم نبوت سے نوازا جائے تو ضروری ہے کہ اس کے مناسب بہترین اخلاق پیدا کرے اور بداخلاقی سے احتراز کرے۔"

یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم علوم نبوت کا خزانہ ہے لیکن یہ علوم نبوت ہمیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک ہم قرآن کریم کو سمجھ کر نہیں پڑھیں گے اور اس میں غور وفکر اور تدبر نہیں کریں گے۔ علوم نبوت حاصل کرنے کے لئے قرآن کے معنی و مطالب میں غور وفکر اور تدبر ضروری ہے جس کا ایک آسان ذریعہ علماء کرام کے لکھے ہوئے ترجموں کو پڑھنا ہے اس کو سمجھ کر پڑھنے سے ہی اس کے مناسب ترین اخلاق کا پتہ چل سکتا ہے اور اسی صورت میں ہم اپنے اندر بہترین اخلاق پیدا کر سکتے ہیں۔ اور برے اخلاق سے احتراز کر سکتے ہیں۔ اگر ہم قرآن کے معنی و مطالب کو نہیں سمجھے تو اس کے احکام، اس کے کیے ہوئے حلال وحرام اور اس کے بتائے ہوئے اچھے اور برے اخلاق کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ اور جب سمجھ نہیں سکتے تو ان پر عمل کیسے کر سکتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ

ان کو دنیا و آخرت میں رفعت و عزت عطا فرماتا ہے اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہٗ و تقدس ان کو ذلیل کر دیتا ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا گیا یضل به کثیرا ویهدی به کثیراً یعنی حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے ونزل من القرآن ماهو شفاء ورحمته للمومنين ولا يزيد الظلمين إلا خساراً یعنی ہم قرآن نازل کرتے ہیں جس میں مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے لیکن ظالموں کے لئے اس میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس امت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے۔ امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم میں ہے کہ ایک بندہ قرآن کی سورہ شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا شخص کلام پاک شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت کرتے ہیں بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر نہیں ہوتی۔ قرآن شریف میں پڑھتا ہے الالعنة الله على الظلمين "خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے" اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس لعنت کا مستحق بنتا ہے۔ اسی طرح پڑھتا ہے لعنة الله على الكذبين "خبردار جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے" اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ ان آیتوں کو بھی ثواب کے شوق میں پڑھتا ہے لیکن معنی و مطلب نہ جاننے اور نہ سمجھنے کی وجہ سے اسے یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ

کیا پڑھ رہا ہے۔ اس طرح خود اپنے اوپر لعنت بھیجتا رہتا ہے۔ حضرت علیؓ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمادیں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔" یہ قرآن کریم پڑھنے والے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک بڑا انعام ہے لیکن یہ انعام اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب آدمی قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے۔ اور یہ کام اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھیں گے، اس کے معنی ومطلب کو سمجھیں گے۔ جو آدمی اس کے معنی ومطلب کو نہیں سمجھے گا وہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیسے جان سکتا ہے؟

حضرت ابوسعید خدری سے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن کریم کی مشغولیت کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی، میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی خود حق تعالیٰ شانہٗ کو تمام مخلوق پر۔ یعنی جس شخص کو قرآن پاک کو یاد کرنے یا جاننے اور سمجھنے میں اس درجہ مشغولیت ہے کہ دعا وغیرہ کے لئے وقت ہی نہیں ملتا تو میں دعا مانگنے والوں کے مانگنے سے بھی افضل چیز اس کو عطا کروں گا۔

کتنا آسان طریقہ ہے اپنے مقاصد کے حصول کا۔ ہم چاہے جتنی اچھی دعائیں

مانگیں لیکن یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ ہمارے حق میں وہ دعائیں بہتر ہی ہوں گی اور اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ حاصل کر ہی لیں گی۔ جب کہ قرآن کریم کے سمجھنے میں مشغول رہنے والے پر اللہ کا یہ فضل ہے کہ وہ خود اس کے حق میں فیصلہ کرے گا اور دعا مانگنے والوں کی دعا سے افضل چیز اسے عطا فرمائے گا۔

ایک غلط خیال

سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم کے نزول کے یہ تمام مقاصد اس کے بغیر سمجھے پڑھنے سے پورے ہو سکتے ہیں؟ بھلا اس کو سمجھے بغیر اس سے ہدایت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے میں یہ غلط خیال پیدا کر دیا گیا ہے کہ عام مسلمانوں کو صرف قرآن کے الفاظ کی تلاوت پر اکتفا کرنا چاہیے۔ انہیں اس کو غور و فکر اور تدبر سے سمجھنے اور سمجھ کر پڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے ورنہ وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ جو قرآن سب سے زیادہ غور و فکر تدبر اور سمجھنے کا تقاضہ کرتا ہے جو سب سے بڑے حکیم و علیم کا کلام ہے اور جس کو سمجھانے کے لئے علماء نے اس قدر محنت و مشقت برداشت کی ہے اس کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ اس کو بغیر سمجھے پڑھنے سے ہی ثواب ملے گا۔ اور جو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ کیا یہ احمقانہ بات نہیں ہے؟

قرآن پاک کے اب تک اردو زبان میں کم و بیش چار سو (۴۰۰) ترجمے ہو چکے ہیں جن کی تفصیلات دستیاب ہیں۔ ہمارے علماء نے عوام کے لئے جو عربی نہیں

جانتے یہ آسانی فراہم کردی ہے تو پھر سمجھ کر نہ پڑھنے کا عذر کیا احمقانہ عذر نہیں ہے؟

اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کرلیا کہ تم گھٹیا سے گھٹیا تحریر کو تو سمجھ کر پڑھتے تھے، دنیا میں کسی بھی کتاب، مضمون، اور تحریر کو بغیر سمجھے پڑھنے کا تصور تک نہیں کرتے تھے۔ اس طرح پڑھنے کی بات کرنے والے کو بھی احمق، نادان اور بے وقوف سمجھتے تھے، پھر میرے کلام کے ساتھ یہ اہانت آمیز سلوک کیوں کرتے تھے؟ میں نے قرآن کے نزول کے جتنے مقاصد بتائے تھے تم نے ان سب کو چھوڑ کر صرف ثواب کے لئے پڑھنا اور جھاڑ پھونک کے لئے استعمال کرنا اس کے نزول کا مقصد قرار دے دیا۔ آخر کیوں؟ میری کس آیت سے اور میرے رسول ﷺ کی کس حدیث سے تم نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ صرف بغیر سمجھے ہی پڑھنے کے لئے ہے اور جو سمجھ کر پڑھے گا وہ گمراہ ہو جائے گا؟ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا کیا جواب ہوگا؟ کیا ہے کوئی جو اس سوال کا جواب سمجھا سکے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عظیم کلام قرآن کریم میں بتایا ہے

وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑥ إِذَا
أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ⑦ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ
كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ⑧ قَالُوا بَلَىٰ
قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي
ضَلَالٍ كَبِيرٍ ⑨ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ
السَّعِيرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑪

جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہوگی۔ شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی۔ ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے "کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟" وہ جواب دیں گے "ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا۔ مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے۔ تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو" اور وہ کہیں گے "کاش! ہم سنتے اور سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ اپنے قصور کا اعتراف کریں گے۔ لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔" (سورۃ الملک ٦ تا ١١) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل ہونے سے بچائے اور قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر پوری طرح عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

***

تنبیہ

''ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی طرح طرح سے سمجھایا مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے۔ اُن کے سامنے جب ہدایت آئی تو اسے ماننے اور اپنے رب کے حضور معافی چاہنے سے آخر اُن کو کس چیز نے روک دیا؟ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ منتظر ہیں کہ ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو جو پچھلی قوموں کے ساتھ ہو چکا ہے، یا یہ کہ وہ عذاب کو سامنے آتے دیکھ لیں!

رسولوں کو ہم اِس کام کے سوا اور کسی غرض کے لیے نہیں بھیجتے کہ وہ بشارت اور تنبیہہ کی خدمت انجام دیں۔ مگر کافروں کا حال یہ ہے کہ وہ باطل کے ہتھیار لے کر حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور انہوں نے میری آیات کو اور اُن تنبیہات کو جو انہیں کی گئیں مذاق بنالیا ہے اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ اُن سے منہ پھیرے اور اُس برے انجام کو بھول جائے جس کا سروسامان اس نے اپنے لیے خود اپنے ہاتھوں کیا ہے؟ (جن لوگوں نے یہ روش اختیار کی ہے) اُن کے دلوں پر ہم نے غلاف چڑھا دیے ہیں جو انہیں قرآن کی بات نہیں سمجھنے دیتے اور اُن کے کانوں میں ہم نے گرانی پیدا کر دی ہے۔ تم انہیں ہدایت کی طرف کتنا ہی بلاؤ، وہ اس حالت میں کبھی ہدایت نہ پائیں گے۔

(سورہ کہف: ۵۴ تا ۵۷)

اطلاع

یہ کتابچہ نجمہ اینڈ افضل ٹرسٹ دہلی کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ ٹرسٹ خدمتِ خلق کے بہت سے کام انجام دے رہا ہے جن میں کتابچوں کی اشاعت اور مفت تقسیم بھی ہے۔ اس کتابچے کو کوئی بھی شخص یا ادارہ مفت تقسیم یا فروخت کے لئے شائع کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نجمہ مرحومہ اور افضل حسین مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور کتابچہ کے مرتب کی عمر دراز کرے اور انھیں دنیا و آخرت کی حسنات سے نوازے۔

طالبِ دعا
قمر افضل ابن افضل حسین مرحوم
سکریٹری

For Contact: 8860429904

NAJMA & AFZAL HUSAIN TRUST
House No. 203-D, Abul Fazl Enclave
New Delhi-25